ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اردو اخبارات کی زبان و املا کا جائزہ

REVIEW OF THE LANGUAGE AND SPELLING OF URDU NEWSPAPERS

Dr. Uzma Noreen
Lecturer Urdu Department G.C Women University Sialkot
Uzma.noreen@gcwus.edu.pk

Abstract

While other languages have benefited from modern technology, Urdu has also benefited from it. With the help of computer printing and the facilities of the press, Urdu newspapers have started being published from most parts of the country. Where two or three newspapers were published from an Urdu center like Delhi, now dozens of newspapers are being published. Just as in the world of television, only Door Darshan was broadcast, similarly, the national voice was known in Urdu. After this, many small and big newspapers were published, but no newspaper could compete with the national voice.

With the advent of new era and new technology, although the quality of newspapers has increased in terms of color and style, there has been a decline in terms of content and presentation in many ways. There are many reasons for this, for example, in today's fast-paced life, where does anyone have time to pay attention to mistakes in language and expression due to the need to complete every task as quickly as possible.

Urdu also contains words from other languages, and for the same meaning, there are many words from Arabic, Persian, Turkish, and Hindi that have synonyms. Therefore, it is important to define synonyms that are common sense. In this article, language and spelling problems of Urdu newspapers has been discussed

.

Key Words: Urdu newspapers, language and spelling, modern technology, Door Darshan, broadcast, fast-paced life, Urdu, Arabic, Persian, Turkish, Hindi.

اخبارت ورسائل خبروں کی ترسیل کے ذریعے پوری دنیا میں اہمیت کے حامل ہیں۔ اس کی وجہ سے دنیا سکڑ کر انسان کے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اس وجہ سے بہت سے اخبارات کو اپنی زبان واملا کے معیار اور اثر قائم رکھنا ضروری ہے۔ اخبارات کا لسانی طور پر بھی معیار کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ موجودہ زمانے میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی وجہ سے زبان واملا کے مسائل کا رجحان بڑھ رہا ہے جس کا ادراک ضروری ہے۔ اخبارات زبان اور معلومات کی ترسیل کا ذریعہ ہیں۔ ساتھ ساتھ انگریزی الفاظ کے بڑھتے ہوئے رجحان نے بھی ایک مقابلے کی فضا قائم کر دی ہے۔ اخبارات نے دنیا کے ہر کونے میں خبریں پھیلانے کی سعی انجام دی ہے۔ جہاں بھی جو کچھ بھی صحافت نے ہر جگہ ایک نمایاں اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ چاہے وہ جنگ عظیم کی خبریں ہوں ہندوستان کی تحریکِ آزادی کا اتار چڑھاؤ۔ اخبارات کا قومی و بین الاقوامی سطح پر ایک اہم اور مانا ہوا کردار ہے۔ اس برق رفتار دور میں ذرائع ابلاغ ہماری برق رفتاری زندگی ایک لازمی حصہ بن چکے ہیں۔ اسی کی بدولت ہم پل بھر میں پوری دنیا کی خبریں حاصل کر سکتے ہیں۔ کہیں جو کچھ بھی ہو رہا ہو ہم اس سے باخبر ہوتے ہیں۔ کہیں پر ظلم و جبر ہو رہا ہو، کہیں پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہوں یا قدرتی آفات دنیا کو اپنے گھیرے میں لے رہی ہوں، ہمیں آناً فاناً پتا چل جاتا ہے، اس طرح حکومتی ایونوں کی خبریں بھی اخبارات کی زینت بنتی ہیں۔ ساتھ ساتھ عدالتی فیصلوں کے بارے میں بھی روزانہ کی بنیاد پر خبریں چھپتی ہیں جس سے ان کی صداقت کا پتا چل جاتا ہے۔ کہیں وہ حزبِ اقتدار حکومتی فیصلوں کے خلاف احتجاج کرتی ہے تو اس کے بارے میں بھی اخبارات میں اداریے اور خبریں سامنے آتی ہیں۔ اس طرح کی خبریں اور رونما ہونے والے واقعات بلا تعصب اور متوازن انداز میں سامنے آتے ہیں۔ ان خبروں کو دل نشین انداز میں سامنے لانا ایک صحافی کی دیانت داری کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات بھی مد نظر رہنی چاہیئے کہ خبریں تیزی سے پھیلتی رہیں اور جو مسائل بیان کیے جاتے ہیں انھیں سمجھ کر سیاسی و معاشی امور میں اپنی رائے قائم کرنے میں آسانی ہو۔ صحافی کا یہ فرض ہے کہ وہ خبریں بیان کرنے میں اپنے احساسات و جذبات شامل کرنے سے اجتناب کرے اور غیر جانب دارانہ انداز میں تجزیہ کرے۔ کیوں کہ زبان اظہار کے ترسیل کا ایک معتبر ذریعہ ہے اس لیے کسی بھی صحافی کا فرض ہے کہ وہ زبان کے مسلمہ اصولوں سے واقف ہو۔ اس کا زبان پر عبور ضروری ہوتا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا خیال ہے:

> "اردو صحافت کے آغاز میں ادیبوں نے اس کی ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ لیکن اُس صحافت کا قاری ادب کے قاری سے مختلف نہ تھا۔ اس لیے ابتدائی اخبار نویس ادبی معیاروں اور ادبی نثر نویسی کے جملہ لوازم سے روشناس تھی۔ اس وقت صحافت پیشے کے طور پر جداگانہ طور پر مشخص نہ ہوئی تھی اور اس اعتبار سے صحافت

> ادب ہی کی ترجمانی اور ترسیل کا فریضہ ادا کرتی رہی لیکن انیسویں صدی کے آخر میں ادبی پرچوں اور ادبی اخباروں کی جگہ عام اخبارات نے لے لی۔ خیریت کا عنصر لازمہ صحافت ہو جانے سے ادبی نثر نویسی کی جگہ اخباری نثر نویسی کو فروغ حاصل ہوا اور عبارت آرائی کہ جگہ مطلب نویسی کو اہمیت ملی۔ زبان و بیان کے عام اور متعارف سانچے صحافت کا جزو لازم ہوئے، زبان و بیان کے حوالے سے صحافی کو زبان پر دسترس حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ صحافت کی تکنیک سے بھی کامل آگاہی ہونی ضروری ہے۔"(۱)

بعض اوقات تحریروں میں حشوزوائد بھی ڈالے جاتے ہیں جس سے عبارت میں حسن وخوب صورتی پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ ایک بات ہے کہ ان کے خذف کرنے سے کلام میں غلطیاں کم ہو جاتی ہیں مگر ان کے ہونے سے کلام موزوں اور زیادہ با معنی بھی ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ پیچیدہ اور طویل جملے بھی کلام کے ابلاغ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ اس سے جملوں میں غیر ضروری تفصیلات در آتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ بلاوجہ کسی بات کو بار بار دہرانے سے گریز کیا جائے۔

اردو زبان میں دیگر زبانوں کے الفاظ بھی موجود ہیں اور ایک ہی مفہوم کے لیے عربی، فارسی یا ترکی اور ہندی کے کئی ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے مترادفات پائے جاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ ایسے مترادفات متعین کیے جائیں جو عام فہم ہوں۔ مثلاً چاند کے قمر یا ماہ کا لفظ عام استعمال ہوتے ہیں جیسے ماہِ رمضان۔ صحافتی زبان کے لیے ایسے الفاظ ہوں جو عام فہم اور بول چال میں استعمال ہوں۔ اس حوالے سے ممتاز حسین کے الفاظ یہ ہیں:

> "دنیا کی کسی بھی زبان میں ایک ہی شے، ایک ہی کیفیت کے لیے ایک سے زیادہ الفاظ نہیں ہوا کرتے اور جو بظاہر ہم معنی الفاظ نظر آتے ہیں ان میں معنی و مطالب کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ (پھر ایک مجازی اور حقیقی ہوتا ہے)۔"(۲)

بعض اوقات تکرار لفظی بھی ہوتا ہے اور تکرار مفہوم بھی۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ صحافتی زبان میں تکرار کا استعمال زیادہ نہ ہو ورنہ اس سے اکتاہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مشکل اور پیچیدہ تراکیب بھی استعمال نہ کی جائی۔ وجہ یہ ہے کہ اخبار پڑھنے والا عام قاری ہوتا کہ ادب کا قاری۔ اس لیے عام فہم اور آسان تراکیب استعمال کی جائیں۔ تاکہ مفہوم کی ادائیگی میں آسانی اور اور کوئی دشواری نہ رہے۔ صحافت ایک قدیم پیشہ ہے کیوں کہ یہ کاغذ، قلم اور روشنائی کی ایجاد سے بھی پہلے موجود تھی۔ اس کا ثبوت یہ اقتباس ہے:

> "حضرت مسیح سے کوئی ۱۵۷ برس پہلے رومن راج میں ایک قلمی خبر نامہ جاری کیا جاتا تھا۔ جس میں سرکاری اطلاعیں نیز میدانِ جنگ کی خبریں ہوتی تھیں۔"(۳)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحافت بہت پہلے سے موجود تھی۔ چھ ہزار سال پہلے سے دجلہ و فرات میں تصویری رسم الخط ایجاد ہونے کے ثبوت ملتے ہیں۔ اس طرح یونانی بھی الفاظ کو علامت کی مدد سے پڑھتے تھے۔ اس طرح عراق میں ۱۲۰ قبل مسیح تک کے ایک ایسے ایمپلٹ کے بارے میں معلومات ملتی ہیں جو کاشت کاروں کی معلومات کے لیے کھیتی باڑی کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ دنیا کا سب سے پہلا کاغذ چینیوں نے بنایا تھا یعنی پہلا چھاپہ خانہ چین ہی کی ایجاد ہے۔ اس طرح وہاں سب سے پہلے کتاب ۸۶۸ء میں چھپی تھی۔ اسی طرح چین کا سب سے پہلا اخبار "گزٹ"، "ٹی گزٹ" حکومتی ایوانوں کے بارے میں خبریں دیتا تھا۔ لندن میں سب سے پہلے چھپائی کا کام ۱۴۸۷ء میں شروع ہوا۔ ہندوستان میں سب سے پہلے طباعت کا کام دکن سے شروع ہوا تھا۔ اسی دربار میں اردو کو سرکاری زبان کی حیثیت بھی حاصل رہی۔ مغلیہ سلطنت میں بھی ہر صوبے میں بادشاہوں کے اخبار کا اپنا دفتر ہوتا تھا۔ اس طرح ایک اخبار "لندن ٹائمز" انگریز سرکار نے شروع کیا تھا۔ جس کے مدیر ڈیلانے تھے۔ اس طرح "اودھ اخبار" اور "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" بھی چلتے تھے۔ مارچ ۱۸۲۲ء کو جاری ہونے والا سب سے پہلا اخبار تھا۔ اس طرح کئی اخبار شروع ہوئے مگر حکومت مخالف بیانات کی وجہ سے بند کرنے پڑے۔ کیوں کہ اس وقت ہندوستان انگریزی سامراج کے جبڑوں تلے دبا ہوا تھا۔ ۱۸۷۱ء میں لاہور سے پنڈت لعل نے "اخبار عام" جاری کیا اور منشی محبوب عالم نے ۱۸۸۷ء میں لاہور ہی سے "پیسا اخبار" نکالا جو بہت مشہور رہا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ اعلیٰ پائے کا صحافتی ترجمان اخبار تھا۔ اس اخبار نے اپنے زمانے میں بہت دھو میں مچائیں۔ ۱۹۰۹ء میں مولانا ظفر علی خان نے "زمیندار" جاری کیا۔ اور ان کے دوست مولانا محمد علی جوہر نے "ہمدرد" ۱۹۱۲ء میں "الہلال" اور ۱۹۱۵ء میں "ابلاغ" جاری کیے۔ ان اخبارت نے بھی بہت شہرت حاصل کی۔ ظفر علی خان نے جنگ آزادی کی تحریک میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ جب کہ مولانا محمد علی جوہر تو اس میدان کے ایسے شہسوار تھے جنھوں نے کبھی پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا اور آزادی کے لیے جوش وولولہ بیدار کرتے رہے۔ اس میدان میں ان کے بھائی مولانا شوکت علی بھی ان کے ہمراہ ڈٹے رہے۔ اس ضمن میں چودھری رحم علی الہاشمی کا کہنا ہے کہ اس زمانے میں اردو اخبارات کی تعداد سب سے زیادہ رہی۔ اخبارات ورسائل کی تعداد یہ ہے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کہ ہندوستان میں اس وقت ستاون روزنامے، ۲۴۳ ہفت روزے اور ۴۱۲ ماہنامے چھپ رہے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اردو زبان کسی قدر تیزی سے اپنا مقام مستحکم کر رہی تھی اور آزادی کی تحریکوں کے حوالے سے اپنی خدمات پیش کر رہی تھی۔ اس سلسلے میں پاکستان سب سے مشہور اخبار "جنگ" کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گا۔ یہ اخبار سب سے پہلے ۱۹۴۰ء کو دہلی سے شروع ہوا۔ اس کے بانی میر خلیل الرحمان مرحوم تھے جو ایک بے باک اور نڈر صحافی تھے۔ یہ اخبار ابتدا ہی سے اپنے تند و تیز اور انگریز مخالف پالسی کی وجہ سے انگریزوں کی نظر میں آگیا اور جلد ہی معتوب ٹھہرا لیکن میر صاحب نے اپنی روش نہیں بدلی۔ پاکستان بننے کے بعد انھوں نے کراچی سے اس کا اجرا کیا اور یوں یہ اخبار بلا تعطل چلتا رہا جو آج تک جاری ہے۔ پاکستان کا دوسرا مشہور اخبار "ایکسپریس" ہے جس کے اجرا کا سال ۱۹۹۸ء ہے اور اس میں صاف ستھری اردو زبان کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ پاکستان کے گیارہ شہروں سے بلا تعطل شائع ہوتا ہے۔ روزنامہ "دنیا" ۳دسمبر ۲۰۱۲ء کو لاہور سے شائع ہوا۔

اب آتے ہیں ان اخبارات کی املائی صورتِ حال کی طرف۔ اس طرح ان اخبارات میں الفاظ کو ملا کر لکھنے کا رواج عام ہے جو املائی غلطی گنی جاتی ہے۔ مثلاً ان اخبارات کے چند تراشے ملاحظہ کیجیے۔ جن میں الفاظ املا کر لکھے گئے ہیں۔

"انکوائری ہوئی تو مزید اثاثے سامنے آئینگے۔ وکلا کا جہانگیر ترین کو مشورہ"

(روزنامہ جنگ یکم جنوری ۲۰۰۸ء، ص ۱)

"اس سال اقتدار میں آئینگے، بڑے بڑے ڈاکوؤں کا احتساب کرینگے" عمران خان

(روزنامہ جنگ یکم جنوری ۲۰۱۸ء، ص ۱)

"مشائخ کے ساتھ سڑکوں پہ نکل آئینگے، اگلے مرحلے پر دھرنے دیں گے۔" سیالوی

(روزنامہ ایکسپریس ۲۱ جنوری ۲۰۰۸ء، ص ۱)

مخالفین اپنی باری کا انتظار کریں۔ ۲۰۱۸ء کے بعد ان کی باری نہیں آئیگی۔" عمران خان

(روزنامہ ایکسپریس ۲۷ جنوری ۲۰۰۸ء، ص ۱)

زرداری سرٹیفائیڈ کرمنل، نواز شریف کا سارا پیسہ واپس آئیگا، جو تعلیم پر لگائیں گے۔ عمران خان

(روزنامہ ایکسپریس ۲۸ جنوری ۲۰۰۸ء، ص ۱)

اوپر کی مثالوں میں "آئینگے" بجائے "آئیں گے"، "کرینگے" بجائے "کریں گے"، "آئیگی" آئے گی اور "آئیگا" بجائے "آئے گا" لکھا گیا ہے جو عام غلطیاں ہیں۔ ایسی غلطیوں سے احتراز لازمی ہے اور ان اخبارات کے احباب اختیار کو اس قسم کی املائی غلطیوں سے پاک کرنا چاہیئے۔ اب ان کی مزید املائی غلطیوں پر نظر ڈالتے ہیں ۔جو اوپر ہی کی طرح مل کر لکھنے والی ہیں۔

"آنیوالی نسلوں کیلیے اب کچھ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے" چیف جسٹس

(روزنامہ جنگ یکم جنوری ۲۰۱۸ء، ص ۱)

"بیرون ملک سے آنیوالے مختار ناموں کی آن لائن تصدیق کا نظام متعارف"

(روزنامہ جنگ ۲۲ جنوری ۲۰۱۸ء، ص ۲)

ان مثالوں میں "آنیوالی" بجائے آنے والے:، "کیلیے" بجائے کے لیے، اور "آنیوالے" بجائے آنے والے لکھا گیا جو غلط ہے۔ اس اخبار کی یہ غلطیاں املا کے لحاظ سے اہم ہیں اور قابلِ غور ہیں۔ اس طرح ان کے ہاں "آنیوالوں"، "اسکا"، "اسکے"، "انکے"، "انکا"، "اسطرح"، "انکو"، "انکی"، "اہلخانہ"، "بڑھائینگے"، "بنائینگے"، "پڑیگی"، "پڑیگا"، "پائینگے"، "پڑینگی"، "جانیوالے"، "جائیگی"، "جائیگی"، "جائیگا"، "جسکا"، "جانیکی"، "جائینگی"، "جائینگے"، "حقدار"، "درستگی"، "دیکر"، "دونگا"، "دینگے"، "کردیگا"، "دونگی"، "دہشتگردی"، "دیدیا"، "دیدیتے"، "دیدی"، "دیدیں"، "دونگا"، "دینگے"، "دیگی"، "جائیگی"، "جاؤنگی"، "جائیگا"، "روکدی"، "رہائشگاہ"، "سکھائینگے"، "کیمطابق"، "کیخلاف"، "دلکش"، "خوبصورت"، "کرنیکی"، "کرنیکا"، "لڑونگا"، "کردونگا" وغیرہ اور دیگر ایسی ملا کر لکھی گئی املائی غلطیاں، ان اخبارات میں تسلسل کے ساتھ لکھی جاتی رہی ہیں جن کا سدباب ضروری ہے۔ انھیں چاہیئے کہ ان سے بچیں اور اردو زبان کو اس کی اصلی شکل میں لکھا جائے۔

اس طرح یہ بات بھی مد نظر رہے کہ ان اخبارات قواعد کے حوالے سے بہت سی غلطیاں عام ہیں جن کی مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں۔ دیکھیں مثالیں۔

۱۔ ان لیگ سیاسی موت مر رہی ہے۔این آر او ہو گا"زرداری

(روزنامہ ایکسپریس جنوری۲۰۱۸ء،ص۱)

این آر او سازش ہو گا۔سازش مونث استعمال ہونی چاہیئے۔اس لیے اس طرح کی غلطی تذکیر و تانیث کی ہوئی۔ایک اور جگہ یہ غلطی یوں لکھی گئی ہے

۲۔ "اس سال اقتدار میں آئینگے،بڑے بڑے ڈاکوؤں کا احتساب کرینگے"عمران خان

(روزنامہ جنگ یکم جنوری۲۰۱۸ء،ص۱)

اس جملے میں گھی و مکھن کی ترتیب غلط ہے بلکہ گھی اور مکھن ہو گا۔یعنی و کی جگہ اور لگے گا۔

۳۔ عمران کے ہاتھ میں وزیر اعظم لکھیریں نہیں۔شیخ آفتاب

اس کا صحیح قاعدہ یوں ہو گا۔(عمران کے ہاتھوں میں وزیر اعظم کی لکیریں نہیں)

کیوں کہ لکھیریں غلط ہے بلکہ درست لفظ"لکیریں"ہے۔

۴۔ ایران کے ساتھ تعلقات میں بہتری،سول و عسکری قیادت کا اہم کردار

(روزنامہ دنیا،۱۹جنوری۲۰۱۸ء،ص۸)

اس جملے میں انگریزی اور عربی دو مختلف زبانوں میں واؤ غلط ہے۔درست ترتیب یوں ہو گی۔سول اور عسکری قیادت۔

۵۔ طلبا اور طالبات کیلیے نئی بلڈنگز تعمیر ہو نگی۔میڈیا کے نمائندگان کیساتھ خصوصی گفتگو۔

یہاں کئی غلطیاں ہیں جیسے طلبا اور طالبات کی بجائے طلبا و طالبات ہونا چاہیئے جب کہ کیلیے کی بجائے کے لیے،ہو نگی کی بجائے ہوں گی اور کیساتھ کی بجائے کے ساتھ لکھا جائے گا۔

۶۔ میڈیکل کالجز کی جانچ کیلیے ۶رکنی ٹیم تشکیل۔

میڈیکل کالجوں درست ترتیب ہے کیلیے کی بجائے کے لیے۔

اس کے علاوہ انگریزی زبان کے بے تحاشا استعمال کی وجہ سے بہت سی اغلاط فرغ پا رہی ہیں۔ان الفاظ کی وجہ سے اردو زبان کی افادیت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔مثلاً چیف منسٹر کی بجائے وزیر اعلیٰ لکھنا درست ہو گا۔اس حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ اسلم نے اس مسئلے کی جانب خصوصی توجہ کی ہے۔وہ لکھتی ہیں:

> "انگریزی چوں کے حکمران طبقہ کی زبان تھی اس لیے انگریزی الفاظ کا استعمال مہذب ہونے کی نشانی سمجھا جانے لگا اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ پاکستان میں انگریزی کو اشراف کی تعلیم،امارت،شہری اور اعلیٰ طبقے کی تربیت اور بلند مرتبے کی ایک علامت خیال کیا جانے لگا ہے۔بہت سے افراد مغربی طور اطوار کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے انگریزی بولتے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پاکستان کے کسی بھی خطہ میں جائیں یا کسی محفل میں شریک ہوں ہر جگہ ایک ہی نوعیت کے مسئلے پر بحث نظر آتی ہے کہ اردو روزمرہ میں انگریزی کے بڑھتے ہوئے استعمال کا رجحان آخر کس انجام پر منتج ہو گا،خاص طور پر نشر و اشاعت کے ذرائع یعنی ریڈیو،ٹی وی اور اخبارات میں انگریزی الفاظ کے کثرت سے استعمال نے کئی سوالات اٹھائے ہیں جن کا جواب تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔"(۴)

اس طرح سے کئی اخبارات میں انگریزی کا بے جا استعمال نے اردو روزمرہ کی صورت شکل ہی بگاڑ کر رکھ دی ہے۔جیسے یہ چند تراشیں دیکھ لیجیئے کہ ان میں کیا کیا گل کاریاں کی گئی ہیں۔

۱) سانحہ ۱۲مئی کو روکنے کیلیے تمام سٹک ہولڈرز کو فون کئے لیکن کسی نے بات نہیں مانی۔

(روزنامہ جنگ،۴جنوری۲۰۱۸ء،ص۱)

۲) دہشت گردوں کو فنڈنگ کے لیے دینی و فلاحی تنظیموں کی مالیاتی سکریننگ کا پلان تیار۔

(روزنامہ دنیا،۱۲جنوری۲۰۱۸ء،ص۲)

۳) کوٹلی یونیورسٹی کے لیے ایک ارب ۳۸ کروڑ بڑی امداد ہے۔(وائس چانسلر)

۴) پراپرٹی ٹیکس کیخلاف عدم رابطہ مہم شروع کریں گے۔

(روزنامہ دنیا، ۱۲ جنوری ۲۰۱۸ء)

۵) پاک فوج ورلڈ الیون ہاکی کھیل کے لیے تحفظ فراہم کرے گی۔ آرمی چیف

(روزنامہ جنگ، ۲۳ جنوری ۲۰۱۸ء، ص ۳)

۶) پاکستان پوسٹ تاجروں کیلیے شروع کردہ کیش آن لائن ڈیلیوری سردری ناکام۔

(روزنامہ جنگ، ۱۸ جنوری ۲۰۱۸ء، ص ۲):

اس طرح کے بہت سے غیر ضروری الفاظ ہیں جو بلاوجہ اور بے موقع اردو املا اور قواعد میں زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جس سے ہماری روزمرہ کی زبان میں بھی ان اخبارات کا عمل دخل بڑھ رہا ہے۔ وجہ یہی ہے کہ اخبارات ہمارے ملک کا اکثریتی طبقہ پڑھتا ہے اور اس طرح لاشعوری طور پر ہم اردو املا میں انگریزی الفاظ کے بے جا استعمال پر مجبور ہو گئے ہیں۔

سوشل میڈیا بھی اس حوالے سے اپنی خدمات پیش کر رہا ہے لیکن جو رہی سہی کسر اخبارات کی وجہ سے رہ گئی تھی وہ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، واٹس ایپ، انسٹاگرام، ٹوئیٹر اور ایکس وغیرہ نے اس میں مزید بگاڑ پیدا کیا ہے اور اس طرح اب انگریزی زبان نے دیگر علاقائی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو پر بھی دوررس اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ان انگریزی الفاظ کو اپنی روزمرہ زبان میں کم سے کم استعمال کریں تاکہ اردو کے وجود کو کوئی خطرہ پیش نہ آئے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر وحید قریشی، پیش لفظ، صحافتی زبان، مرتبہ مسکین علی حجازی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۷

۲۔ پروفیسر ممتاز حسین، ادب اور شعر، فضلی سنز، کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۴۸

۳۔ محمد عتیق صدیقی، ہندوستانی اخبار نویسی کمپنی کے عہد میں، انجمن ترقی اردو، علی گڑھ، ۱۹۵۷ء، ص ۱۹

۴۔ ڈاکٹر فوزیہ اسلم، اردو خبارات کی املاء کا تجزیاتی مطالعہ، پورب اکادمی اسلام آباد، 2007، ص 18